جناب محمد عبدالمنعم

قرآن کریم کا اعجاز مختلف آراء کی روشنی میں

زمانہ قدیم سے علماء کرام نے قرآن کریم کے اعجاز کے سلسلے میں تصنیف و تالیف کی اور اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور اس سلسلے کی مشہور ترین تالیفات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ابو عبید متوفی ۲۰۷ھ کی تصنیف ''اعجاز القرآن'' شاید اس کتاب کی تصنیف کا مقصد بعض ان معتزلہ کو جواب دینا تھا جن کے خیال میں قرآن کریم کی فصاحت بنفسہٖ کوئی معجزہ نہیں ہے۔

۲۔ عربی زبان و ادب کے امام جاحظ متوفی ۲۵۵ھ کی تصنیف ''نظم القرآن'' جس میں جاحظ نے قرآن کریم کے اعجاز کے سلسلے میں اپنے فصیح و بلیغ اسلوب میں بہت سارے رموز و اسرار سے پردہ اٹھایا ہے۔

۳۔ ابو عبید اللہ محمد بن یزید الواسطی متوفی ۳۰۶ھ کی تصنیف ''اعجاز القرآن فی نظمہٖ و تلیفہٖ'' جس کی ایک ضخیم شرح ''المعتضد'' کے نام سے عبدالقاہر الجرجانی نے لکھی ہے اور مزید ایک اس سے چھوٹی شرح بھی لکھی ہے۔

۴۔ ابن الاخشید کی تصنیف ''نظم القرآن'' اور اسی طرح ابن ابی داؤد متوفی ۳۱۶ھ نے بھی اس موضوع سے متعلق ایک کتاب تصنیف کی۔

۵۔ الرمانی متوفی ۳۸۳ھ کی کتاب ''اعجاز القرآن'' اسی طرح امام الخطابی متوفی نے ۳۸۸ھ نے اور امام قاضی ابوبکر نے محمد بن طیب العاقلانی متوفی نے ۴۰۳ھ نے بھی اس فن پر خامہ فرسائی کی ہے۔

۶۔ عبدالقاہر الجرجانی متوفی ۴۷۱ھ کی تصنیف ''دلائل الاعجاز''

۷۔ اسی طرح فخر الدین الرازی متوفی ۶۰۶ھ اور ابن ابی الاصبع متوفی ۶۵۴ھ اور الزملکانی متوفی ۷۲۷ھ اور الرافعی متوفی ۱۹۳۶ء نے اعجاز قرآن کے سلسلے میں کتابیں تصنیف کیں۔

عہد بنو امیہ کے جعد بن درہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی فصاحت کوئی معجزہ نہیں ہے اور ان کے بعد مشہور معتزلی عالم ابو اسحاق ابراہیم النظام آئے جن کے خیال میں قرآن کریم کے اعجاز کا سبب ''الصرفۃ'' ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم اپنے بیان کے اعتبار سے انسانی قوت سے بالاتر نہ ہوتا اگر اللہ تعالیٰ اس کی نظیر پیش کرنا ناممکن قرار نہ دیتا اور انہیں سے ایک دوسری رائے یہ منقول ہے کہ قرآن کریم کا ماضی و مستقبل کی غیب کی خبروں سے پردہ اٹھانا اس کا اعجاز ہے۔

لیکن جاحظ قرآن کریم کے اعجاز کو تسلیم کرتے ہیں اور اس اعجاز کو قرآن کریم کی سحر انگیز بلاغت عمدہ بیانی'

حیرت انگیز نظم اور اس کی دلکش فصاحت پر مبنی قرار دیتے ہیں پس بلاشبہ قرآن کریم بلاغت واعجاز کی اعلیٰ بلندیوں پر نظر آتا ہے اور قرآن کو جب بطور چیلنج پیش کیا گیا تو زبانیں گنگ ہو گئیں اور اہل قلم اپنی بے بسی پر شکوہ کناں تھے اور قرآن کے مقابلے میں ان پر عجز و بے بسی کی دائمی مہر لگ گئی سرکردہ اہل بلاغت قرآن کی بلاغت کا کھلے دل اعتراف کرتے ہیں۔ الولید ابن المغیرہ نے آپؐ سے قرآن کریم کو سن کر یہاں تک کہہ دیا کہ بخدا تم میں کوئی مجھ سے زیادہ شعر، رجز، قصیدہ اور جنوں کے اشعار کا علم نہیں رکھتا اور بخدا اس سلسلے میں جو کچھ بھی ہم کہتے ہیں اس کی اس سے مشابہت نہیں ہے اور بلاشبہ ان کی گفتگو میں ایک مٹھاس اور نکھار ہے۔ اس کا اوپری حصہ پھلدار اور نچلا حصہ سرسبز ہے اور بلاشبہ اس کی بلندی مسلم ہے اور اس سے بلند کوئی چیز نہیں۔

اور جاحظ ہی کے نقش قدم پر صاحب ''دلائل اعجاز'' عبدالقاہر الجرجانی چلے ہیں جو کہ قرآن کریم کے اعجاز کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ اور یہ اعجاز انکو عربی نظم کی خصوصیات اور اس کی باریکیوں میں نظر آتا ہے اور قرآن کریم کا اعجاز اس کی جدت طرازی جو کہ عظیم خصوصیت میں سے ہے اور فاضلانہ اور فائق ترین اسلوب اور عجیب وغریب خیرہ کن وصفیہ انداز اس کے اعجاز پر دال ہے۔ یہاں تک کہ ساری مخلوق کو عاجز کر دیا۔ یہاں تک کہ زبانیں گنگ ہو گئیں اور کوئی امکانی شکل نظر نہیں آئی۔ جیسا کہ عبدالقاہر خود کہتے ہیں: قرآن کے نظم اور اس کے الفاظ کے سیاق وسباق کی خصوصیات اور قرآن کریم کی آیات کی ابتداء وانتہاء جس نے انہیں خیرہ کر کے رکھ دیا اور الفاظ کے موقع محل اور ان کا استعمال اور ہر مثال اور خبر کے موقع محل اور ان کا استعمال اور ہر مثال اور خبر کے لوگوں کو عاجز اور بے بس بنا دیا کہ اس جیسا کلام پیش کر سکیں۔ پس ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں انہوں نے ایک ایک سورۃ ایک ایک جز اور ایک ایک آیت پر غور کیا نتیجہ پورے قرآن میں ایک جملہ بھی ایسا نظر نہیں آیا جو بے محل ہو۔ بلکہ ایسا منظم اور مرتب نظر آیا کہ عقلیں حیران رہ گئیں اور لوگ اس کے سامنے عاجز اور بے بس نظر آئے۔

قاضی باقلانی نے قرآن کریم کے جملہ اعجاز کو تین حصوں میں تقسیم کر کے شمار کیا ہے قرآن کریم کا غیب کے بارے میں خبر دینا جہاں تک انسانی علم کی رسائی ناممکن ہے آپؐ کے ظاہری طور پر امی ہونے کے باوجود قرآن کریم کا گذشتہ قوموں کے بارے میں اطلاع فراہم کرنا، نظم قرآن کریم اور اس کی حیرت انگیز تالیف اور اس کی دلکش بلاغت جہاں خلق خدا عاجز نظر آتی ہے، اور باقلانی نے قرآن کریم کے نظم میں اس کے اعجاز کی صورتوں کی تشریح کی ہے اور قرآن کے چیلنج اور اس کے اعجاز اور اس سے ملحقہ جملہ چیزوں کے بارے میں اپنی مشہور تصنیف ''اعجاز القرآن الکریم'' میں بحث کی ہے۔ اس مشہور کتاب کے بارے میں ابن العربی کا قول ہے کہ اس جیسی تصنیف کی نظیر نہیں ملتی۔

اور قاضی ایاض نے اپنی کتاب ''الشفاء'' میں قرآن کریم کے اعجاز کو بیان کیا ہے اور اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی چیز قرآن کریم کی نزاکت تالیف اس کے الفاظ کا باہمی اتحاد، اس کی فصاحت، اس کے اعجاز کی مختلف شکلیں اور اس کی غیر معمولی بلاغت، اور دوسری چیز اس کا عجیب وغریب نظم اور ایسا انوکھا اسلوب جو کہ عربوں کے کلام

اور ان کے نظم ونثر کے اسلوب کے برعکس ہے۔ اور تیسری چیز غیب کا علم فراہم کرنا۔ اور چوتھی چیز گذشتہ صدیوں، ہلاک شدہ قوموں اور ایسی شریعتیں جن کا نام ونشان مٹ گیا ہو ان کے واقعات واخبار سے پردہ اٹھانا۔

علماء کرام نے قرآن کریم کے اعجاز کی جن شکلوں کو بیان کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں، جیسے قرآن کریم کے تلاوت کے وقت اس میں نئے پن کا احساس اور قرآن کریم میں علوم ومعارف کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر جس کا احاطہ دانشوران اقوام بھی نہیں کر سکے، ماضی و مستقبل کی خبروں پر مشتمل ہونا، اس کے باہم بعض اجزاء کا مشابہ ہونا، اس کے انوع واقسام میں حسن ترتیب واتاد کا پایا جانا، ایک قصے کو بہت اچھے انداز میں ختم کر کے دوسرے کا آغاز کرنا اور اسی طرح ایک باب سے دوسرے باب میں منتقل ہونا اور بعض علماء قرآن کریم کے اعجاز کو اس حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم تناقض سے خالی ہے اور پیچیدہ معانی پر مشتمل نہیں ہے۔ اور بعض علماء کے خیال میں ہر سورت کے ابتداء درمیان وانتہاً میں اور آیات کے آغاز واختتام میں قرآن کریم جن ظاہری خصوصیات اور اچھوتے جمال کو سمیٹے ہوئے اس کے اعجاز کی بین دلیل ہے۔

سیوطی نے اپنی کتاب "الاتقان" (جن کا موضوع اعجاز قرآن ہے) میں علما کرام کے بعض راویوں پر روشنی ڈالی ہے۔

امام رازی کے خیال میں قرآن کا اعجاز اس کی فصاحت، انوکھے اسلوب اور اس کے جملے عیوب سے بری ہونے میں مضمر ہے اور امام زملکانی اس کے اعجاز کو اس کا مخصوص انداز تالیف قرار دیتے ہیں۔

اور ابن حزم "منہاج البلغاء" میں رقم طراز ہیں کہ "قرآن کریم میں اعجاز کا پہلو یہ ہے کہ پورا قرآن کریم از ابتداء تا انتہا فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار پر برابر، مزن رہا ہے اور کہیں بھی ذرہ برابر اس معیار سے نیچے نہیں نظر آتا اور ایسا انداز بیان انسان کی وسعتوں سے پرے ہے"

اور امام خطابی کے خیال میں اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ قرآن کریم کا اعجاز اس کی بلاغت میں مضمر ہے لیکن اس کی تفصیل ان کے لئے کوئی آسان کام نہیں ہے...... اور نہ ہی اس سے بہتر منظم کوئی کتاب نظر آئے گی جس تالیف اور باہم متحد ومشابہ ہونے کے اعتبار سے، اور جہاں تک اس کے معانی کا سوال ہے پس کوئی بھی ذی شعور یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان معانی کو اپنے مفہوم کی ادائیگی میں برتری حاصل ہے اور اس سے بہتر کوئی تعبیر نہیں اپنائی جا سکتی۔

اس کے علاوہ بھی اعجاز قرآن کے سلسلے میں رائے ہیں جو کہ باہم مختلف ہونے کے باوجود ایک گہرے ٹھاٹے مارتے سمندر کی ایک ہی لہر سے جڑی ہوئی ہیں۔ اگر چہ یہ سب کی سب قرآن کریم کی شان وشکوت اور اس کے عظیم اعجاز کے رموز وتاثیر اور بلندی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ قدماء نے قرآن کریم کے اعجاز کی تحقیق میں اپنی اپنی گراں مایہ زندگیاں گزاری دیں پھر بھی قرآن کریم کے اعجاز کے نقطہ انتہا کو نہ پہنچ سکے اور بعد میں آنے والوں نے بھی اس سلسلے میں گفتگو کی اگر چہ کوئی خاص چیز نہیں پیش کر سکے، پس بعض نے قرآن کی روحانی اور انوکھی طاقت اس کے

نامعلوم تاریخی واقعات پر روشنی ڈالنے کو اور علمی و منطقی اسلوب کو اس کا اعجازی پہلو شمار کیا اور کچھ بعض دوسرے پرانی رایوں کی تشریح و تنقید کرتے ہوئے رد کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی بلاغت کے رموز اور اس کے اعجاز کے سمجھنے میں یہ سب کی سب صورتیں علماء کی ثقافت' انکی عقل انکی قوت و فکر اور انکی سوچ پر مبنی ہے۔

اور اب ہم قارئین کی توجہ صرف قرآن کریم کی ادبی فطرت کی طرف مبذول کرائیں گے۔ پس تفہیم و تنقید اور اعجاز کے مسئلے میں حکم کے ذریعہ ہم اس کی ادبی فطرت کا دعویٰ پیش کرتے ہیں۔

محمدؐ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک کتاب نازل کی گئی جو کہ انسانی قوانین میں دستور اعظم کی حیثیت سے جانی گئی۔ اور ادبی بلاغت کی تاریخ میں ایک عمدہ ترین کتاب کا علم ہوا۔ اور آپؐ نے عربوں کو اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی اور اس سلسلے میں وہ قرآن کریم عربوں پر بطور استدلال پیش کرتے۔ اور وہ صبح و شام ان کر آواز دیتے کہ ایک سورت یا چند آیات اس کے مقابلے میں وہ پیش کریں اگر اس کو جھوٹ مانتے ہیں۔

اور چیلنج کا انداز ہ جتنا تیز تر ہوتا جاتا اتنا ہی وہ لوگ عاجز بے بس اور مضحکہ خیز نظر آتے۔ جب کہ فن بیان میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ اور خطیبوں شاعروں اور بلیغوں کی بہتات تھی۔ پھر نسلیں گزر گئیں' اور ادباء و اہل علم تنقید نگار' اہل بلاغت اور مولفین حضرات قرآن کریم کے اعجاز کو تسلیم کرتے اور فصاحت و بلاغت اور بیان کی جس منزل پر قرآن نظر آتا ہے اس کے عشر عشیر تک پہنچنے میں بھی اپنے آپ کو عاجز قرار دیتے ہیں۔ اور خالص ادبی فطرتیں برابر اس کے گن اور کبریائی کے ترانے گاتی رہتی ہیں اور جھومتی رہتی ہیں جب کبھی بھی کوئی آیت یا سورت ان کے گوش گزار ہوئی۔ اور قرآن کریم اور اس کے علاوہ دیگر ادبی دینی و عقلی کتابوں کے درمیان موازنہ ہمیشہ ناممکن رہا ہے۔

کیونکہ اس کے اور دیگر کتابوں میں زمین و آسمان کی دوری جیسا فرق ہے پس کیا یہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور محمدؐ کا انوکھا معجزہ اور انکی رسالت کی تصدیق میں منہ بولتی دلیل نہیں ہے؟ اور بلاشبہ یہ قرآن کریم کا انوکھی بلاغت کا مظہر ہے اور اس کے اعجاز پر بین دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منزل کردہ کتاب ہے۔

اخیر میں اس بحث کے اختتام سے پہلے قرآن کریم کے اعجاز کے چند درج ذیل واضح رموز کو بیان کرونگا۔

۱۔ قرآن کریم کی ایسی نادر بلاغت جسکا احاطہ کیا جانا ناممکن ہے کوئی محقق اس کے جملے خصوصیات پر روشنی ڈالنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اور یہ کافی ہے کہ قرآن بلاغت اور اس کے رازوں کے مظاہر کو واضح کرنے کے لئے بلاغت و تنقید اور اعجاز کے علوم کو وضع کیا گیا۔ پھر اب دسیوں صدیاں گزر گئیں یہ علوم مقصد کے پہلے حصے ہی میں رہے جب کہ قرآن کریم کی بلاغت اسکا استعارات' کنایات و تشبیہات' امثال حکمت اعجاز اور مجاز کے بارے میں بحث و تحقیق سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔

۲۔ قرآن کریم کی جمال و رعنائی اور اس کی ندرت وجدت اور اس کا قلوب و احساسات و جذبات کو چھولینا۔

۳۔ اسکا (قرآن) انسانی زندگی کے جملہ ادوار کی تصویر کشی کرنے کی عظمت اس کے ماضی وحال و مستقبل کی پیرک تراشی کرنیکی عظمت اور انسانی نفوس کے لئے صلح و جنگ کے بارے میں اور لہو ولعب اور سنجیدگی کے بارے میں، امید اور غم کے بارے اور کفر و ایمان کے بارے میں قرآن کی عظیم تصویر گری، اور ایسی شریف ومہذب زندگی کی اعلیٰ قدروں کی تصویر کشی کرنا جس پر انسان عمل پیرا ہو اور انسانیت اس مامون ماحول میں زندگی بسر کرے۔

۴۔ قرآن کریم کی روح کی بلندی اس طور سے کہ نہ وہ قصے کہانی کی کتاب ہے نہ تفریح طبع کا سامان ہے نہ ادب وحکمت اور فلسفے کی کوئی کتاب ہے اور نہ ہی تاریخ یا س اجتماعیات کی کوئی کتاب ہے۔ بلکہ زندگی کی ثقافت اور اس کے حقائق میں جو کچھ بھی ہے اسکا لب لباب ہے مزید برآن یہ کہا جائے تو درست ہوگا کہ یہ روحانی اجتماعی اور مکمل صحیح وسالم انسانی زندگی گزارنے کا کامل و مکمل طریقہ ہے اور یہ کہیں تو کتنا بہتر ہوگا کہ یہ پوری انسانیت کی کتاب ہے۔

۵۔ عربوں کی زبان وادب اور انکی زندگی اور مسلمانوں و دنیا والوں کی زندگی میں اس کے ادبی نقش کا جلال۔

۶۔ زمان ومکان کی لاکھ تبدیلی کے باوجود اس کا علی حالہ باقی رہنا۔ عوام الناس کا اس کے چیلنج کو قبول نہ کرانا جبکہ اسکا چیلنج برابر ساری انسانیت کے لئے رہا ہے جبکہ دنیا کی تاریخ ایک سے ایک عبقر مفکر ادیب اور بلیغ سے بھری پڑی ہے۔

۷۔ قرآن کے اسلوب کا سہل پسند اور واضح ہونا اور اس کے اندر فنی جمال، قوت وطاقت اور مٹھاس کا پایا جانا۔

۸۔ اس کے معانی وحکمت کی بلندی اس کی دعوت کا جلال اس کی دلیلوں کی سچائی، اس کے فکر کی گہرائی وبالیدگی اور تصویر کشی بلندی۔

۹۔ قرآن کریم کے اعجاز دلیل اس کے مقاصد واغراض کی بلندی میں ہے۔ کے پیغام ومقاصد کی عبقریت میں ہے۔ اور ساری انسانیت کو ایک زندگی کی طرف آواز دینا ہے جس میں امید، سعادت، و نیک بختی کی کرن ہے۔

امن وسلامتی بھلائی و بھائی چارگی کا پیغام ہے، حق وانصاف اور آزادی کا بول بالا ہے اور لوگوں کے درمیان آزادی و برابری کی آواز اٹھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیرا

خط و کتاب کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور لکھیں